98965 ـ بیوی اور اجنبی مرد کے مابین غلط تعلقات انکشاف ہونے پر احکام و مسائل

سوال

مجھ پر منکشف ہوا کہ میری بیوی کے ایک نوجوان کے ساتھ عشقیہ تعلقات ہیں، ابتدا میں تو یہ ٹیلی فونک رابطے تک ہی محدود تھے، لیکن معاملہ اس حد تک پہنچ گیا کہ میری بیوی نے اسے میری غیر موجودگی میں گھر بھی بلایا.
اب تک میری بیوی کو معلوم نہیں کہ مجھے ان کے تعلقات کا علم ہو چکا ہے، میں اسے طلاق دینے کی نیت کر چکا ہوں، میرا سوال یہ ہے کہ:
کیا مجھے شرعی طور پر حق حاصل ہے کہ میں اسے دیا ہوا مہر واپس لے لوں، اور بیوی کو شرعی عدالت میں اسٹام میں تحریر کردہ باقی مانندہ مہر سے بھی دستبردار ہونے پر مجبور کروں ؟
میرا دوسرا سوال یہ ہے کہ:
میری بیوی نے میری کئی بار کچھ رقم بھی چوری کی ہے، اس کا انکشاف اس کی آخری چوری کے بعد ہوا ہے، تو کیا مجھے حق حاصل ہے کہ میں اس کے گھر والوں سے چوری کردہ مال اور مندرجہ بالا سوال میں بیان کیا گیا مہر واپس کرنے کا مطالبہ کروں ؟
میرا تیسرا سوال یہ ہے کہ:
ہماری دو بچیاں ہیں بڑی بچی کی عمر ڈھائی بر ساور چھوٹی کی عمر دس ماہ ہے، اور ماہ کا دودھ بھی چھوڑ چکی ہے کیا مجھے حق حاصل ہے کہ میں طلاق دینے کے بعد بیوی کو بچیوں کی تربیت محروم کردوں؛ کیونکہ اس نے جو کچھ کیا ہے وہ خیانت ہے ؟
بیوی کے برے اخلاق کی بنا پر میں اپنی بچیوں کی تربیت خود کرنا چاہتا ہوں. میرا چوتھا سوال یہ ہے کہ:
میری بیوی اب حاملہ ہے کیا میں حاملہ بیوی کو طلاق دے سکتا ہوں ؟
میری پانچواں سوال یہ ہے کہ:
میڈیکل رپورٹ کے مطابق اب تک حمل پوری طرح صحیح حالت میں نہیں، اور ہو سکتا ہے حمل ضائع ہو جائے، اور اگر ایسا ہوتا ہے تو کیا مجھے طلاق دینے کے لیے ایک حیض انتظار کرنا ضروری ہو گا، طلاق دینے کے لیے شرعی وقت کیا ہے ؟
میرا چھٹا سوال یہ ہے کہ:
کیا ایک ہی طلاق کافی ہے یا کہ وقفہ وقفہ سے اسے تین طلاق دینا ہونگی، برائے مہربانی مجھے معلومات فراہم کریں، اللہ سبحانہ و تعالی آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے، میں اسے طلاق دینے کے لیے آپ کے فتوی کا انتظار کرونگا ؟

پسندیدہ جواب

الحمد للہ.

اول:

آپ كے سوالات كا جواب دينے سے قبل آپ كو يہ ياد دلانا ضرورى ہے كہ اگر تو آپ واقع كے بغير يہ كچھ كہہ رہے ہيں تو آپ گنہگار ہونگے اور اس طرح آپ اپنى بيوى پر بہتان لگانے كى صورت ميں آپ كو حد قذف ميں اسى كوڑے مارے جائيں گے.

ليكن اگر آپ اس دعوى ميں سچے ہيں تو بلاشك يہ بہت بڑى مصيبت اور عظيم آزمائش ہے، تو پھر آپ كى بيوى اور اس گنہگار اور مجرم شخص كے مابين صرف تعلقات ہونے كا يہ معنى نہيں كہ ان دونوں نے زنا بھى كيا ہو.

اس ليے آپ كو اس پر متنبہ رہنا چاہيے، اور آپ كو علم ہونا چاہيے كہ دنيا كا عذاب اور سزا ـ اسى كوڑے ـ يہ آخرت كے عذاب سے بہت ہى آسان و ہلكا ہے، جو شخص بھى اپنى بيوى پر بہتان لگاتا نبى كريم صلى اللہ عليہ وسلم اس كے ساتھ ايسا ہى كيا كرتے تھے.

ابن عمر رضى اللہ تعالى عنہما بيان كرتے ہيں كہ:

ايك شخص نے عرض كيا: اے اللہ تعالى كے رسول صلى اللہ عليہ وسلم يہ بتائيں كہ اگر ہم ميں سے كوئى شخص اپنى بيوى كو زنا و فحاشى كرتے ہوئے پائے تو كيا كرے ؟

اگر وہ بات كرے تو ايك عظيم چيز كى بات كر رہا ہے، اور اگر اس پر خاموشى اختيار كر لے تو بھى ايك بہت بڑے معاملہ پر خاموش رہا ہے.

راوى بيان كرتے ہيں كہ رسول كريم صلى اللہ عليہ وسلم خاموش رہے اور اسے كوئى جواب نہ ديا، اس كے بعد وہ شخص پھر آيا اور كہنے لگا:

جس كے متعلق ميں نے آپ سے دريافت كيا تھا ميں اس ميں متبلا كر ديا گيا ہوں، چنانچہ اللہ سبحانہ و تعالى نے سورة النور كى يہ آيات " والذين يرمون ازواجھم " نازل فرمائيں.

چنانچہ نبى كريم صلى اللہ عليہ وسلم نے يہ آيات اس شخص كو پڑھ كر سنائيں، اور اسے وعظ و نصيحت كى، اور اسے بتايا كہ دنيا كى سزا آخرت كے عذاب كے مقابلہ ميں بہت كم ہے.

وہ شخص کہنے لگا: نہیں اللہ کی قسم جس نے آپ کوحق دے کے معبوث کیا ہے میں نے اس پر کوئی بہتان نہیں لگایا، پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی بیوی کو بھی بلایا اور اسے بھی وعظ و نصیحت فرمائی، اور اسے بتایا کہ دنیا کی سزا آخرت کے عذاب سے بہت آسان اور کم ہے تو وہ کہنے لگی:

نہیں اللہ کی قسم جس نے آپ کو حق دے کر مبعوث کیا ہے بلاشك یہ جھوٹا ہے، چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مرد سے شروع کیا تو اس نے چار بار اللہ کی گواہی دے کہا وہ سچا ہے اور پانچویں بار کہا: اگر وہ جھوٹا ہے تو اس پر اللہ کی لعنت ہو.

پھر آپ نے عورت سے کہا: تو اس نے چار بار اللہ کی قسم دے کر کہا کہ وہ جھوٹا ہے، اور پانچویں بار کہا: اگر وہ سچا ہے تو مجھ پر اللہ کی لعنت، پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے مابین علیحدگی کرا دی "

صحیح بخاری حدیث نمبر (5005) صحیح مسلم حدیث نمبر (1493) یہ الفاظ مسلم کے ہیں.

ابن قدامہ رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" جب کوئی شخص اپنی بیوی پر قذف و بہتان لگائے تو اس پر حد قذف واجب ہو جاتی ہے، اور اس کی گواہی قبول نہیں کی جائیگی اور اسے فاسق کا حکم دیا جائیگا، لیکن اگر وہ اس کی کوئی گواہی لائے یا پھر لعان کرے تو پھر ٹھیك ہے.

لیکن اگر وہ چار گواہ پیش نہیں کرتا اور نہ ہی لعان کرتا ہے تو اس پر یہ سب کچھ لازم ہو گا، امام مالك اور امام شافعی رحمہم اللہ کا قول یہی ہے...

اور ہماری دلیل درج ذیل فرمان باری تعالی ہے:

اور وہ لوگ جو پاکدامن عورتوں پر بہتان لگاتے ہیں اور پھر چار گواہ پیش نہیں کرتے انہیں اسی کوڑے مارو، اور کبھی ان کی گواہی قبول نہ کرو، اور یہی لوگ فاسق ہیں .

یہ خاوند وغیرہ کے بارہ میں عام ہے، اور خاوند کو لعان کے لیے خاص اس لیے کیا گیا ہے کہ وہ اپنے آپ سے حد اور فسق کی نفی اور گواہی کی عدم قبولیت ختم کرنے کے لیے گواہی کی جگہ لعان کرے.

اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان بھی دلیل ہے:

" گواہی پیش کرو، وگرنہ آپ کو حد لگے گی "

اور جب اس نے لعان كيا تو رسول كريم صلى اللہ عليہ وسلم نے فرمايا:

" دنيا كى سزا آخرت كے عذاب كے مقابلہ ميں بہت آسان و كم ہے "

اور اس ليے بھى كہ اگر اس نے جھوٹ بولا تو اس پر حد لگے گى، اس ليے اگر وہ مشروع كردہ گواہ پيش نہيں كرتا تو پھر وہ بھى اجنبى كى طرح ہى ہوا.

ديكھيں: المغنى (9 / 30).

اس ليے اگر يہ ثابت ہو جائے كہ بيوى نے كسى اجنبى شخص كے ساتھ حرام تعلقات قائم كر ركھے ہيں اور اس ميں شك كى مجال نہ ہو، يا پھر آپ كے ليے اس كا زنا ثابت ہو جائے، يا وہ آپ كے سامنے خود اعتراف كر لے تو آپ كے ليے اسے باقى مانندہ مہر سے دستبردار ہونے پر مجبور كرنا جائز ہے.

ليكن اگر اس كے حرام تعلقات نہ تھے، اور نہ ہى آپ كے ليے اس كا زنا ثابت ہوتا ہے تو پھر آپ كے ليے اسے تنگ كرنا جائز نہيں.

اس كے حرام تعلقات قائم كرنے پر خاموش نہيں رہنا چاہيے يا تو اسے وعظ و نصيحت كر كے اس سے توبہ كروائى جائے اور وہ آپ كے ساتھ رہے، يا پھر وہ آپ سے عليحدگى كو اختيار كر لے، اور اگر وہ آپ كے نكاح ميں رہنا پسند نہ كرے تو آپ اسے مہر ادا كر كے طلاق دے ديں.

اللہ سبحانہ و تعالى كا فرمان ہے:

اے ايمان ولو! تمہارے حلال نہيں كہ تم عورتوں كو جبرا اپنے ورثے ميں لے بيٹھو انہيں اس ليے رو ك ركھو كہ تم نے انہيں جو كچھ ديا ہے اس ميں سے كچھ واپس لے لو، ہاں يہ اور بات ہے كہ وہ واضح اور كھلى برائى و بےحيائى كريں، ان كے ساتھ اچھے طريقہ سے بود و باش اختيار كرو، گو تم انہيں ناپسند كرو ليكن بہت ممكن ہے كہ تم كسى چيز كو برا جانو اور اللہ تعالى اس ميں بہت ہى بھلائى پيدا كر دے النساء (19).

فحاشى صرف زنا ہى نہيں، بلكہ اس كے الفاظ ميں خاوند كى نافرمانى و معصيت، اور خاوند اور اس كے گھر والوں كو برا كہنا اور گالياں دينا بھى شامل ہے، كسى اجنبى مرد سے ناجائز تعلقات قائم كرنا تو بالاولى ان الفاظ اور اس كے حكم ميں شامل ہوتے ہيں.

ابن كثير رحمہ اللہ كہتے ہيں:

" فرمان بارى تعالى:

الا یہ کہ وہ واضح اور کھلی بےحیائی کریں .

ابن مسعود، ابن عباس، سعید بن مسیب، شعبی، حسن بصری، محمد بن سیرین، سعید بن جبیر، مجاہد، عکرمہ، عطاء الخراسانی، ضحاك، ابو قلابہ، ابو صالح، سدی، زید بن اسلم، سعید بن ابی ہلال کہتے ہیں:

اس سے مراد زنا ہے، یعنی جب عورت زنا کرے تو آپ کو حق حاصل ہے کہ آپ اس سے مہر واپس لے لیں، اور اس پر تنگی کریں تا کہ وہ مہر چھوڑ کر خلع حاصل کرے.

جیسا کہ اللہ سبحانہ و تعالی نے سورۃ البقرۃ میں فرمایا ہے:

اور تمہارے لیے حلال نہیں کہ جو کچھ تم نے انہیں دے رکھا ہے ان سے واپس لو، ہاں اگر دونوں کو یہ خوف ہو کہ وہ اللہ کی حدود قائم نہیں کر سکیں گے، اگر تمہیں خدشہ ہو کہ وہ دونوں اللہ کی حدود کا خیال نہیں کرینگے تو عورت رہائی پانے کے لیے کچھ فدیہ دے تو اس میں دونوں پر کوئی گناہ نہیں البقرۃ (229).

ابن عباس، عکرمہ اور ضحاك کہتے ہیں: واضح بےحیائی سے مراد خاوند کی نافرمانی و معصیت ہے.

اور ابن جریر طبری رحمہ اللہ نے اسے عام اختیار کیا ہے اور یہ زنا و نافرمانی و خاوند کی بےادبی، اور بدزبانی وغیرہ سب کو شامل ہوگا.

یعنی یہ سب کچھ خاوند کے لیے مباح کرتا ہے کہ وہ اس کی بنا پر بیوی کو ڈانٹ سکتا ہے اور اسے مجبور کر سکتا ہے حتی کہ وہ اس کا سارا حق یا کچھ حق رکھے، اور اسے علیحدہ کر دے یہ اچھا ہے " واللہ اعلم.

دیکھیں تفسیر ابن کثیر (2 / 241).

آپ کے لیے یہ جاننا ضروری ہے کہ صرف زنا سے بیوی کا مہر ساقط نہیں ہو جاتا.

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" صرف عورت کے زنا کرنے سے مہر ساقط نہیں ہوگا، جیسا کہ لعان کرنے والوں کے لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان دلالت کرتا ہے، جب اس شخص نے کہا میرا مال ؟

" تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" اس کے پاس تیرا کوئی مال نہیں؛ تم نے اس کے بارہ میں جو کہا ہے اگر تم اس میں سچے ہو تو یہ مال اس کے مقابلہ میں ہے جو تم نے اس کی شرمگاہ حلال کی تھی، اور اگر تم جھوٹے ہو تو پھر یہ تو اور زیادہ بعید ہے "

کیونکہ جب عورت زنا کر بیٹھے تو ہو سکتا ہے وہ توبہ کر لے، لیکن عورت کا زنا کرنا خاوند کے لیے اسے روک لینے اور مجبور کرنا مباح کر دیتا ہے کہ اگر خاوند علیحدگی چاہتی ہے تو وہ رہائی پانے کے لیے فدیہ دے، یا پھر توبہ کر لے.

دیکھیں: مجموع الفتاوی (15 / 320).

دوم:

بیوی اگر اپنے خاوند کے علم کے بغیر خاوند کا مال لیتی ہے تو اس کی دو حالتیں ہونگی:

پہلی حالت:

یا تو وہ مال اپنے اور بچوں اور گھریلو اخراجات کے لیے ہے اور ایسا کرنے کا سبب یہ ہو کہ خاوند بخیل ہے اور خرچ کرنے میں بخل سے کام لیتا ہے.

دوسری حالت:

یہ مال اشیاء خریدنے یا پھر میکے والوں کو دینے یا دوسرے خرچ کے حالت کے لیے ہو.

پہلی حالت میں تو خاوند کے لیے اس مال کو لینے کا مطالبہ کرنا حلال نہیں؛ کیونکہ اس نے تو وہی کچھ لیا ہے جو اس کا حق تھا؛ کیونکہ بیوی اور بچوں کا خرچ گھر کے ذمہ دار پر واجب ہے اور جب وہ اس میں کوتاہی اور کمی کرے یا روک دے تو پھر اس کے مال سے لینا جائز ہے، چاہے اس کی لاعلمی میں ہی لیا جائے.

اس کی دلیل درج ذیل حدیث ہے:

عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا بیان کرتی ہیں کہ ابو سفیان کی بیوی ھند نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور عرض کرنے لگی:

ابو سفیان ایک بخیل شخص ہے، اور مجھے اتنا مال نہیں دیتا جو میرے اور بچوں کے لیے اخراجات کے لیے کافی ہو، الا یہ کہ میں اس کی لاعلمی میں کچھ مال لے لوں تو اخراجات پورے ہوتے ہیں.

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" اچھے طریقہ سے اتنا لے لیا کرو جتنا تمہیں اور تمہاری اولاد کو کافی ہو "

صحیح بخاری حدیث نمبر (5049) صحیح مسلم حدیث نمبر (1714).

امام نووی رحمہ اللہ اس حدیث کے فوائد بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں:

" ان فوائد میں یہ بھی شامل ہے کہ: اگر کسی کا کسی دوسرے پر حق ہو اور وہ اس حق کو پورا کرنے سے عاجز ہو، تو اس کے مال سے اپنے حق کے مطابق اس کی اجازت کے بغیر مال لینا جائز ہے "

دیکھیں: شرح مسلم (4 / 373).

اور دوسری حالت میں بیوی کے لیے اوپر جو کچھ بیان ہوا ہے جو آپ کے ذمہ واجب ہوتا ہے کے علاوہ کچھ لینا حلال نہیں، اور اگر وہ ایسا کرتی ہے تو گنہگار ہوگی، اور آپ کو وہ مال طلب کرنے کا حق حاصل ہے، اور اگر وہ انکار کر دے تو آپ اس کے باقی مانندہ مہر سے اتنی رقم رکھ سکتے ہیں.

یا پھر جو آپ کے ذمہ اس کا مال ہے اس میں سے لے سکتے ہیں، لیکن اگر وہ کسی محتاج پر صدقہ کرنے کے لیے مال لیتی ہے تو اس میں تفصیل ہے، لیکن اس میں آپ کو لینے کا مطالبہ کرنے کا حق حاصل نہیں ہے.

سوم:

اصل میں سات برس کی عمر تك بچوں کی پرورش کا حق ماں کو حاصل ہے جب تك وہ کسی اور سے شادی نہیں کرتی، اور بچوں کی پرورش کا مطلب انہیں کھانا پلانا اور ان کی مادي ضروریات پوری کرنا نہیں.

بلکہ پرورش میں ان کی تعلیم و تربیت بھی شامل ہے بلکہ یہ اہم ترین اشیاء میں شامل ہوتی ہے، اور اسی طرح پرورش میں ان کی نفسي اور اخلاقی دیکھ بھال کرنا بھی شامل ہوگی.

اس لیے اگر ماں کافرہ یا فاسقہ ہے تو بچوں کو اس کی تربیت میں دینا جائز نہیں، پرورش کے لیے ماں یا باپ ہونا معتبر نہیں بلکہ معتبر تو یہ ہے کہ وہ بچوں کی پرورش کس طرح کرینگے آیا وہ اسلامی تربیت کرینگے یا کہ نہیں، اس بنا والدین میں سے بچوں کی پرورش کا حقدار وہ ہوگا جو دینی طور پر بہتر اور اچھا ہو.

اس لیے اگر طلاق کے بعد ماں معصیت میں ڈوبی ہوئی ہو تو بچوں کی اس کی پرورش میں نہیں دینا چاہیے، اس صورت میں پرورش کا حق والد کو حاصل ہوگا، اور اگر ماں توبہ کر کے رجوع کر لے تو پھر جب تك وہ شادی نہیں کرتی بچوں کی پرورش کی حقدار ہوگی.

کیونکہ توبہ کرنے والا تو بالکل اس طرح ہی ہے جس کے کوئی گناہ ہی نہ ہوں "

ابن قیم رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" ہمارے استاد ۔ یعنی ابن تیمیہ رحمہ اللہ ۔ کا کہنا ہے: جب والدین میں سے کوئی ایك بھی بچے کی تعلیم اور وہ کام جو اللہ نے اس پر واجب کیا تھا ترک کر دے تو وہ گنہگار ہوگا، اس حالت میں اسے اس بچے پر کوئی ولایت حاصل نہیں ہوگی.

بلکہ ہر وہ شخص جو اپنی ولایت میں واجب کو پورا نہ کرے تو اسے اس بچے پر کوئی ولایت حاصل نہیں ہوگی، یا تو وہ ولایت سے ہاتھ اٹھا لے اور جو واجب کو پورا کرے گا اس کی ولایت میں دیا جائے، یا پھر وہ اس کو دیا جائے جو واجب کو پورا کرے، یعنی مقصد یہ ہے کہ اللہ سبحانہ و تعالی اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت ہونی چاہیے.

ہمارے استاد کہتے ہیں: یہ حق میراث یعنی وراثت کی جنس میں سے نہیں جس سے رشتہ داری اور نکاح اور ولاء حاصل ہوتی ہے، چاہے وارث فاسق و فاجر ہو یا نیك و صالح، بلکہ یہ تو ولایت کی جنس سے ہے جس میں حسب الامکان واجب پورا کرنے کی قدرت و علم ہونا ضروری ہے.

ان کا کہنا ہے: اگر فرض کر لیا جائے کہ باپ نے کسی ایسی عورت سے شای کر لی جو اس کی بیٹی کی مصلحت کا خیال نہیں کرتی، اور نہ ہی اس کی مصلح تکو پورا کرتی ہے، اور بچی کی ماں اس سوکن سے زیادہ بچی کی مصلحت کا خیال رکھتی ہے تو پھر یہاں بچی کی پرورش قطعی طور پر ماں کو حاصل ہوگی.

ان کا کہنا ہے کہ: یہ بھی معلوم ہونا چاہیے کہ والدین میں سے کسی ایك کو پرورش میں مقدم کرنے کے لیے شارع کی جانب سے کوئی نص نہیں ہے، اور نہ ہی والدین کے مابین بچے کو اپنانے کا اختیار ہے، علماء اس پر متفق ہیں کہ ان میں سے کسی ایك کو بھی مطلقا متعین نہیں کیا جائیگا.

بلکہ دشمنی و عدوان اور کوتاہی کرنے والے کو نیکی عادل اور محسن شخص پر مقدم نہیں کیا جائیگا "

واللہ اعلم.

دیکھیں: زاد المعاد (5 / 475 ـ 476).

مزید آپ سوال نمبر (20705) کے جواب کا مطالعہ ضرور کریں.

چہارم:

حاملہ عورت کو طلاق دینا شرعی طریقہ ہے، اور سنت کے موافق ہے، عام لوگوں کا خیال ہے کہ حاملہ عورت کو

دی گئی طلاق واقع نہیں ہوتی، لیکن ان کے اس قول و خیال کی کوئی اصل و دلیل نہیں ملتی اور یہ قول غیر شرعی ہے، بلکہ یہ طلاق تو طلاق سنی کہلاتی ہے.

امام مسلم رحمہ اللہ نے ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہ کا اپنی بیوی کو طلاق دینے کا واقعہ بیان کیا ہے جس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان ہے:

" اسے یہ حکم دو کہ وہ بیوی سے رجوع کر لے، اور پھر اسے طہر کی حالت میں یا پھر حمل کی حالت میں طلاق دے "

صحیح مسلم حدیث نمبر (1471).

ابن عبد البر رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" رہی حاملہ عورت تو علماء کرام کے مابین اس میں کوئی اختلاف نہیں پایا جاتا کہ حاملہ عورت کو دی گئی طلاق سنی کہلاتی ہے، چاہے وہ حمل کی ابتدا میں ہو یا حمل کے آخر میں؛ کیونکہ اس کی عدت وضع حمل ہے.

اور اسی طرح ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہما کی حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے کہ آپ نے ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہما کی حکم دیا تھا کہ:

" وہ یا تو بیوی کو طہر کی حالت میں طلاق دیں، یا پھر حمل کی حالت میں "

لیکن اس میں یہ تخصیص نہیں کی کہ حمل کی ابتدا میں ہو یا حمل کے آخر میں.

دیکھیں: التمهيد (15 / 80).

ہم نے حاملہ عورت کی طلاق کے بارہ میں شیخ عبد العزیز ابن باز رحمہ اللہ کا فتوی سوال نمبر (12287) کے جواب میں نقل کیا ہے، آپ اس کا مطالعہ ضرور کریں.

اس صورت میں آپ اپنی بیوی کو ایك رجعی طلاق دے سکتے ہیں، اور اس کے بعد آپ کو اختیار ہے کہ اگر آپ دیکھیں کہ بیوی نے اپنی اصلاح اور توبہ کر لی ہے اور آپ اس کی توبہ سے مطئمن ہیں تو آپ عدت ۔ یہاں اس کی عدت وضع حمل ہو گی ۔ میں اس سے رجوع کر لیں، یا پھر عدت ختم ہونے کا انتظار کریں تو عدت ختم ہونے کے بعد بیوی کو بینونت صغری حاصل ہو جائیگی.

اس طرح وہ آپ سے آزاد ہو جائیگی، اور اگر آپ عدت ختم ہونے کے بعد اسے واپس لانا چاہیں تو پھر آپ بیوی کی

رغبت اور اس كے ولی كی رضامندی سے نیا نكاح جس میں مہر بھی نیا ہو اور گواہ بھی ہوں كر سكتے ہیں.

آپ نہ تو ایك ہی مجلس میں تین طلاق دے سكتے ہیں اور نہ ہی ایك ہی الفاظ میں تین طلاق دے سكتے ہیں؛ كیونكہ یہ سنت نبویہ كے مخالف ہے.

اس كی تفصیل دیكھنے كے لیے آپ سوال نمبر (36580) كے جواب كا مطالعہ كریں.

واللہ اعلم .